فہرست

یونٹ ایک

اساتذہ کے لیے نوٹ

'سماجی اور سیاسی زندگی' سیریز کی گذشتہ دونصابی کتابوں میں ہندوستان کے آئین کا حوالہ تو باقاعدگی سے آیا ہے لیکن دونوں ہی کتابوں میں، آئین پر تفصیل سے کوئی بحث نہیں کی گئی تھی۔ اس سال کے یونٹ ایک میں آئین پر ہی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

پہلے باب کی ابتدا ان اصولوں پر بحث کے ساتھ کی گئی ہے جو ایک آزاد، وسیع اور کشادہ آئین میں مضمر ہوتے ہیں۔ زیر بحث تصورات کے ساتھ طلبا کو متعارف کرانے کے لیے چار تصویری کہانی بورڈوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ ان تصویری کہانیوں میں جماعت میں پیش آنے والے واقعات کی مدد سے آئین کے تین پیچیدہ اصولوں کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان آئینی اصولوں کے بارے میں طلبا کی فہم کو مزید وسیع کرنے کے لیے تصویری کہانیوں کی مدد لی جانی چاہیے۔

ہندوستان کے آئین پر کی گئی بحث کو ایک تاریخی سیاق میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ طلبا ان اثرات سے اچھی طرح باخبر ہو جائیں جو انگریزوں کے خلاف ہماری جدوجہد نے ہندوستانی جمہوریت پر ڈالے ہیں۔ آئین پر بات کرتے ہوئے مخصوص کلیدی خصوصیات کی وضاحت کے لیے ہمیں کئی نئی اور پیچیدہ اصطلاحات کو استعمال کرنا پڑا ہے۔ ان اصطلاحات کی تدریس کے دوران برائے مہربانی یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ ان کلیدی تصورات کو طلبا اعلیٰ درجات میں زیادہ تفصیل کے ساتھ پڑھیں گے۔ اسی لیے یہاں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ہندوستانی جمہوری نظام میں موجود ان تصورات کی اہمیت کی بنیادی فہم طلبا میں پیدا ہو جائے۔

دوسرے باب میں سیکولرزم پر بحث کی گئی ہے۔ سیکولرزم کی سب سے زیادہ عام فہم تعریف یہ ہے کہ یہ مذہب اور ریاست کو الگ الگ رکھنے کے تصور کا نام ہے۔ اس تعریف کو بنیاد بنا کر ہی دوسرے پیچیدہ تصورات کو واضح کرنے کا عمل آگے بڑھایا گیا ہے: پہلا نکتہ یہ ہے کہ مذہب اور ریاست کو ایک دوسرے سے علاحدہ رکھنا کیوں ضروری ہے اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ہندوستانی سیکولرزم کی خصوصیت کیا ہے۔

مذہب اور ریاست کو الگ الگ رکھنا اہم ہے۔ اس کی دو بڑی وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اس سے کوئی مذہب کسی دوسرے مذہب پر بالا دستی قائم کرنے کی کوشش نہیں کرے گا، یعنی بین المذاہبی بالا دستی قائم نہ ہو سکے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ہی مذہب کے اندر جتنی طرح سے مختلف طاقتیں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں، اس عمل کو یعنی درون مذہب بالا دستی کو روکا جا سکے۔ مثال کے طور پر اس باب میں ہندو مذہب میں نالمسی (untouchability) کے عمل پر بحث کی گئی ہے جس کے مطابق 'اعلیٰ ذاتوں' کے لوگوں کو 'نچلی ذات' کے لوگوں پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔ سیکولرزم کے مروّجہ مذہب کے خلاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک مذہب کے اندر مختلف لوگوں کے درمیان برابری اور آزادی کو فروغ دیتا ہے۔

اس باب میں شامل دوسرا بڑا تصور ہندوستانی سیکولرزم کے مخصوص مزاج پر مبنی ہے۔ مذہب سے علاحدگی اختیار کر کے ہندوستانی سیکولرزم ہر فرد کی مذہبی آزادی کی حفاظت تو کرتا ہی ہے ساتھ ہی مذہبوں میں اصلاح کی گنجائش بھی نکالتا ہے، مثال کے طور پر چھوا چھوت اور بچوں کی شادی کے رواج کا خاتمہ وغیرہ۔ اسی طرح مذہبی مساوات (مذہبوں کے درمیان اور مذہب کے اندر) لانے کی اپنی کوششوں میں ہندوستان کی سیکولر ریاست مذہب سے فاصلہ بھی رکھتی ہے لیکن اس میں مداخلت بھی کرتی ہے، یہ مداخلت کبھی تو پابندی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے (جیسے چھوا چھوت پر پابندی) یا پھر مذہبی اقلیتوں کو تعاون فراہم کرنے کی صورت میں۔ اس باب میں اسی تصور کی وضاحت کی گئی ہے جس کو ''اصولی فاصلے' کا نام دیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا کئی نکات خاصے پیچیدہ ہیں۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ پڑھانا شروع کرنے سے پہلے آپ ان تصورات کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ طلبا کئی طرح کے سوالات اٹھائیں کہ حکومت مذہبی معاملات میں مداخلت کیوں کرے، یا کیوں نہ کرے۔ اس قسم کے بحث ومباحثے کے لیے طلبا کی حوصلہ افزائی تو کی جائے لیکن ثالث کے طور پر ان کے بیچ دخل دینا بھی بہت اہم ہے تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ مذہبی اقلیتوں کی گھسی پٹی مروجہ امیج کو بڑھاوا نہ ملے۔

باب 1

ہندوستان کا آئین

اس باب کی شروعات ہم فٹ بال کے کھیل سے کریں گے جس کے بارے میں آپ نے سنا ہی ہوگا اور غالباً کھیلا بھی ہو۔ جیسا کہ اس کھیل کے نام سے ظاہر ہے، اس کھیل میں کھلاڑی اپنے پیروں کا اچھا استعمال کرتے ہیں۔ فٹ بال کھیل کے اصول کے مطابق، اگر گیند (فٹ بال) کسی کھلاڑی کے ہاتھ سے (سوائے گول کیپر کے) چھو جاتی ہے تو یہ فاؤل (Foul) مانا جاتا ہے۔ اگر کھلاڑی بال کو ہاتھ سے کھیلنے لگے تو یہ فٹ بال نہیں مانا جائے گا۔ اسی طرح دوسرے کھیلوں جیسے ہاکی، کرکٹ وغیرہ کے اپنے اپنے اصول ہوتے ہیں۔ ان اصولوں کی بنیاد پر ہم ایک کھیل کو دوسرے کھیل سے الگ کر پاتے ہیں۔ یہ اصول کھیل کی بنیاد ہوتے ہیں، اس لیے ہم انھیں کھیل کے قانونی اصول کہتے ہیں۔ ان کھیلوں کی طرح ہمارے سماج کے بھی قانونی اصول ہوتے ہیں جو سماج کو ایک خاص شکل دیتے ہیں اور ایک سماج کو دوسرے سماج سے الگ کرتے ہیں۔ ایک وسیع سماج میں مختلف قومیں مل کر رہتی ہیں۔ ایسے سماج کے لیے اصول رائے عامہ کی بنیاد پر بنائے جاتے ہیں۔ جدید ممالک میں رائے عامہ کے بنائے ہوئے یہ اصول تحریری شکل میں موجود ہوتے ہیں۔ یہ تحریری دستاویز جس میں یہ اصول پائے جاتے ہیں آئین کہلاتا ہے۔

آپ نے دستور ہند یعنی ہندوستان کے آئین کے بارے میں چھٹی اور ساتویں جماعت کی کتابوں سماجی اور سیاسی زندگی میں پڑھا ہے۔ کیا آپ نے اس کے بارے میں کبھی سوچا ہے کہ ہمیں آئین کی ضرورت کیوں پڑتی ہے اور یہ تحریری شکل میں کیسے لکھا گیا اور کس نے اسے ترتیب دیا؟ اگلے باب میں ہم انھی سوالوں کے جواب تلاش کریں گے۔ اس کے علاوہ ہم ہندوستان کے آئین کی نمایاں خصوصیات کا بھی مطالعہ کریں گے۔ آئین کی ہر خصوصیت ہندوستان میں جمہوریت کی کامیابی کے لیے اہم ہے۔ اس کتاب کے مختلف ابواب میں آئین کی انھیں خصوصیات کے بارے میں بحث کی جائے گی۔

کسی ملک کو آئین کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

1934 میں انڈین نیشنل کانگریس نے آئین ساز اسمبلی کی تشکیل کا مطالبہ کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران ہندوستانیوں پر مشتمل آزاد منتخب کابینہ کا مطالبہ اور شدید ہوگیا اور بالآخر دسمبر 1946 میں اس اسمبلی کا قیام عمل میں آیا۔ صفحہ 2 کی تصویر میں آئین ساز اسمبلی کے کچھ اراکین نظر آرہے ہیں۔

دسمبر 1946 سے نومبر 1949 کے درمیان آئین ساز اسمبلی نے آزاد ہندوستان کے آئین کا مسودہ تیار کیا۔ 150 برسوں کے انگریزی اقتدار کے بعد آخر کار آئین ساز اسمبلی نے تحریک آزادی کے دوران ابھر کر آنے والے آزادی کے تمام تصورات کو سموتے ہوئے آئین سازی کا کام انجام دیا۔ آپ اسی باب کے آخر میں اس آئین ساز کابینہ کے بارے میں اور زیادہ معلومات حاصل کریں گے۔

اس تصویر میں آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم جواہر لعل نہرو ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی کو خطاب کر رہے ہیں۔

آج دنیا کے زیادہ تر ملکوں کا اپنا آئین ہے۔ تمام جمہوری ممالک کا اپنا آئین تو ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ تمام ممالک کے آئین جمہوری ہوں۔ دستور ہمارے بہت سارے مقاصد کو پورا کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ ہم جس طرح کی حکومت میں رہنے کی خواہش رکھتے ہیں آئین اس کی خصوصیات بیان کرتا ہے اور یہی آئین کی بنیاد ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آئین اس کی وضاحت کرتا ہے کہ ہمارے سماج کا بنیادی ڈھانچہ کیسا ہو۔ ایک ملک عموماً مختلف گروہوں سے مل کر بنتا ہے جن کے بعض عقائد ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سبھی معاملات پر اتفاق رکھتے ہوں۔ آئین ایسے اصولوں اور قاعدوں کا مجموعہ ہوتا ہے جنھیں ملک کے تمام باشندے قبول کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی بنیاد پر ملک کی حکومت قائم کی جائے۔ اس کے اندر نہ صرف حکومت کی نوعیت کا ذکر ہوتا ہے بلکہ ان مخصوص **اصولوں** کو بھی بیان کیا جاتا ہے جن کے بارے میں یہ مانا جاتا ہے کہ پورا ملک اُن پر عمل کرے۔

اس بات کو ہم ہندوستان کی شمالی سرحد پر واقع نیپال کی حالیہ تاریخ کے دو متضاد واقعات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے تک نیپال کا حکمراں کوئی راجا ہوا کرتا تھا۔ نیپال کا پہلا آئین جو 1990 میں نافذ ہوا، اس میں آخری فیصلے کا حق راجا کو حاصل تھا۔ نیپالی عوام کئی دہائیوں تک جمہوریت کے قیام کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ آخرکار 2006 میں انھیں راجا کی حکومت ختم کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اب عوام نیپال میں جمہوریت قائم کرنے کے لیے نیا آئین تیار کرنا چاہتے تھے۔ انھیں پچھلے آئین کو جاری رکھنا اس لیے پسند نہیں تھا کہ یہ اس ملک کا تصور پیش نہیں کرتا تھا جو نیپال کے عوام چاہتے تھے اور جس کے لیے انھوں نے جدوجہد کی تھی۔

جس طرح فٹ بال کے کھیل میں اساسی اصولوں میں تبدیلی کر دی جائے تو وہ کھیل مختلف ہو جائے گا، ٹھیک اسی طرح بادشاہت کی جگہ جمہوریت قائم ہونے پر نیپال کا سیاسی نقشہ بھی بدل جائے گا۔ اسی لیے نیپال میں ایک نیا سماج قائم کرنے کے لیے مروّجہ آئین میں ردوبدل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہی سبب ہے کہ نیپال کے عوام ایک جدید آئین لکھنے میں مصروف ہوئے۔ ساتھ میں دیے گئے عنوان کے تحت نیپال کے عوام کی جمہوریت کے لیے جدوجہد کی کہانی پیش کی گئی ہے۔

آئین کا دوسرا اہم مقصد ملک کے سیاسی نظام کی نوعیت کی توضیح کرنا ہے۔ نیپال کے پچھلے آئین میں یہ درج تھا کہ ملک پر راجا اور اس کی کونسل کے وزرا کی حکمرانی ہوگی۔ جن ملکوں

نیپال میں جمہوریت کے لیے بہت سے لوگوں نے جدوجہد کی ہے۔ ایک ایسی ہی جدوجہد 1990 میں کی گئی جس کے نتیجے میں وہاں جمہوریت قائم ہوئی جو محض 12 سال قائم رہی اور 2002 میں ختم ہوگئی۔ اکتوبر 2002 میں نیپال کے راجا گیانندر نے ماؤوادیوں کی بغاوت کا حوالہ دیتے ہوئے فوج کی مدد سے حکومت کے مختلف اداروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ فروری 2005 میں راجا مکمل طور پر حکومت پر قابض ہوگیا۔ نومبر 2005 میں ماؤوادیوں نے دوسری سیاسی پارٹیوں سے مل کر بارہ نکاتی معاہدے پر دستخط کیے۔ یہ سمجھوتہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نیپال کے زیادہ تر عوام جمہوریت اور امن وامان چاہتے ہیں۔ 2006 میں جمہوریت کے لیے لوگوں کی یہ تحریک اور تیز ہوگئی۔ لوگوں نے راجا کی طرف سے ملنے والی چھوٹی چھوٹی رعایتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آخرکار اپریل 2006 میں راجا نے تیسری پارلیمنٹ بحال کرنے کا اعلان کیا اور تمام سیاسی پارٹیوں سے حکومت بنانے کی اپیل کی۔ 2007 میں نیپال میں عارضی دستور قبول کیا گیا۔ اوپر دی ہوئی تصویریں 2006 میں عوام کی جمہوریت کے لیے تحریک کو ظاہر کرتی ہیں۔

اپنے استاد سے بحث کیجیے کہ آپ 'آئینی یا اساسی' کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ اپنی روزمرہ زندگی سے اساسی اصول کی ایک مثال دیجیے۔

نیپال کے لوگ نیا آئین کیوں چاہتے تھے؟

میں جمہوری حکومت یا مُلکی نظام (Polity) قائم ہے وہاں آئین ایسے رہنما اصول وضع کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے جو معاشرے میں فیصلہ لینے میں معاون ہوں۔

جمہوریت میں ہم اپنا نمائندہ منتخب کرتے ہیں تاکہ وہ ہماری جانب سے اپنے اختیارات کا استعمال ذمہ داری سے کرے۔ تاہم اس بات کا ہمیشہ امکان رہتا ہے کہ یہ نمائندے اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرسکتے ہیں۔ چنانچہ آئین ہمیں اس استحصال سے محفوظ رکھنے کا انتظام کرتا ہے۔ اختیارات کے غلط استعمال سے ناانصافی پھیلتی ہے۔ یہ نیچے دی گئی کلاس روم کی گفتگو سے واضح ہوتا ہے:

جمہوری سماج میں آئین ایسے قانون نافذ کرتا ہے کہ سیاسی نمائندے اپنے اختیارات کا غلط استعمال نہ کر پائیں۔ ہندوستان کے آئین میں جس کے بارے میں آپ آگے چل کر اسی باب میں پڑھیں گے، ایسے بہت سے قوانین بنیادی حقوق کے تحت شامل ہیں۔ آپ دلت مصنف اوم پرکاش والمیکی کے تجربات ساتویں جماعت کی کتاب میں پڑھ چکے ہیں۔ اس باب میں یہ بتایا گیا تھا کہ دلت ہونے کی وجہ سے اوم پرکاش کو کس طرح پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہمارا آئین مساوات کی ضمانت دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ کسی بھی شخص کے ساتھ مذہب، نسل، ذات، جنس اور مقامِ پیدائش کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں کی جائے گی۔

1۔ کلاس مانیٹر کس طرح اپنی طاقت کا ناجائز استعمال کر رہا ہے؟

2۔ ذیل میں بیان کی گئی کس صورتِ حال میں ایک وزیر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا ہے:

a) جب وہ تکنیکی وجوہات کی بنیاد پر اپنی کابینہ کے کسی پروجیکٹ کو نامنظور کرے۔

b) جب وہ اپنے پڑوسی کو اپنے حفاظتی دستے سے پٹوانے کی دھمکی دے۔

c) جب وہ تھانے میں فون کرکے پولیس افسران کو اپنے رشتے داروں کے خلاف شکایت درج کرنے سے منع کرے۔

مساوات کا حق بنیادی حقوق میں سے ایک ہے جن کی ضمانت آئین نے دی ہے۔

جمہوریت میں آئین کا ایک اہم کردار یہ ہے کہ وہ یہ یقینی بنائے کہ اکثریتی گروہ اپنی طاقت کا استعمال دوسرے کمزور لوگوں یا کمزور جماعت کے خلاف نہ کرے۔ نیچے دیے ہوئے کہانی بورڈ میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

کھیل کا گھنٹہ شروع ہونے والا ہے۔

تبدیلی کے طور پر آج ہم باسکٹ بال کھیلیں گے۔

نہیں! ہم تو کرکٹ ہی کھیلیں گے۔

استاد اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے دونوں گروپ سے ہاتھ اٹھا کر اپنی رائے ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں۔

یہ تو ہونا ہی تھا! کلاس میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے

واہ! واہ! ہم جیت گئے! ہم جیت گئے!

ہمیں ہمیشہ وہی کرنا پڑتا ہے جو لڑکے چاہتے ہیں کیوں کہ وہ اکثریت میں ہیں۔

میڈم کو فیصلے کے کسی اور طریقے پر غور کرنا چاہیے تاکہ ہماری مرضی بھی اس میں شامل ہو سکے۔

جمہوری سماج میں ایسے خراب حالات بھی پیدا ہو سکتے ہیں جہاں اکثریت مسلسل ایسے فیصلے نافذ کرتی جائے جن میں اقلیت نظر انداز ہو رہی ہو یا ان کے مفاد کے خلاف ہو۔ جیسا کہ اوپر کے کہانی بورڈ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کسی سماج میں اکثریت **استبداد یا ظلم** کو اپنا سکتی ہے۔ ہمارے آئین میں ایسے قوانین شامل ہیں جو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اقلیت ان تمام سہولتوں سے محروم نہیں ہوگی جو عام طور پر کسی اکثریت کو حاصل ہوں۔ آئین کی ضرورت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثریت کو اقلیت پر غالب آنے اور ظلم کرنے سے روکا جا سکے۔ اس طرح سے ایک فرقے کو دوسرے فرقے پر حاوی نہ ہونے دیا جائے یعنی بین فرقہ غلبے سے محفوظ رکھا جائے، یا ایک ہی فرقے کے اندر ایک جماعت کو دوسری جماعت پر حاوی نہیں ہونے دیا جائے۔

تیسری اہم وجہ یہ ہے کہ آئین ہمیں خود اپنے آپ سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ بات کچھ عجیب سی

اوپر دیے گئے کہانی بورڈ میں کون اقلیت میں ہے؟ اکثریتی گروپ کے ذریعے کیے گئے فیصلوں سے اقلیتی گروپ کو کس طرح دبایا جا رہا ہے؟

معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ ممکن ہے کبھی ہم کسی ایسے مسئلہ کو زیادہ اہم سمجھیں جو مفاد عامہ کے منافی ہو۔ ہمارا آئین ایسے وقت میں ہماری حفاظت کرتا ہے۔ نیچے دیے گئے کہانی بورڈ کے ذریعہ اس بات کو سمجھایا گیا ہے:

شبنم بہت پریشان ہے۔ اسے ایک فیصلہ کرنا ہے۔

کل میرا امتحان ہے مجھے دو سبق یاد کرنے ہیں۔ لیکن اب ہمارے پسندیدہ ٹی وی پروگرام کا وقت ہے۔ میں ہر حالت میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔ اگر میں ٹی وی دیکھتی ہوں تو میں اپنا سبق یاد نہیں کر پاؤں گی۔

شبنم! تم پریشان لگ رہی ہو...... بتاؤ کیا بات ہے؟

میں اس ٹی وی پروگرام کو دیکھنا چاہتی ہوں لیکن کل میرا امتحان ہے۔ اگر آپ سب لوگ ٹی وی دیکھیں گے تو یقیناً میں بھی دیکھوں گی۔ مجھے ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے کہ ہم سب آج رات ٹی وی نہیں دیکھیں گے تو مجھے بھی خواہش نہیں ہوگی۔

یہ اچھا ہوا کہ کل میں نے ٹی وی نہیں دیکھا۔ میرے یاد کیے ہوئے اُن دو اسباق سے اتنے سارے سوالات پوچھے گئے ہیں۔

اسی طرح آئین ہمیں ایسے فیصلے لینے سے بھی روک سکتا ہے جن سے ہمارے ملک کی فلاح و بہبود کو بڑے پیمانے پر نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایسے بہت سے لوگ ہیں جو جمہوری سماج میں رہتے ہیں اور جمہوریت کے قائل بھی ہیں، لیکن جب وہ سیاسی پارٹیوں کی آپسی رنجش سے تنگ آ کر ایک تانا شاہ کی ضرورت کو محسوس کرنے لگتے ہیں تو وہ اس بات کو نہیں سمجھ پاتے کہ اگر تانا شاہی نظام قائم ہو جاتا ہے تو اس سے مستقبل میں خود ان کے مفاد کو خطرہ لاحق ہوگا۔ آئین اسی طرح کی من مانی کو روکنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ ایک اچھا آئین اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اپنے مفروضات کی بنا پر جمہوریت کے آئینی لباس کو بدل دیں جو عوام کے حقوق اور آزادی کی حفاظت کرتا ہے۔

شبنم کو کیوں خوشی ہوئی کہ اس نے ٹی وی پروگرام نہیں دیکھا؟ اگر آپ شبنم کی جگہ ہوتے تو ان حالات میں کیا کرتے؟

مذکورہ بالا بحث سے آپ نے دیکھا کہ ہمارا آئین ایک جمہوری سماج کو زندہ رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

آیئے نیچے دی گئی مثالوں سے وابستہ آئین کے بنیادی اصولوں سے جدول کو پورا کریں۔ اس کے ذریعے اس بات کو ذہن نشین کریں کہ جمہوری سماج میں آئین کس طرح اہم کردار ادا کرتا ہے۔

مثال	آئینی اصول
جمہوریت کے لیے جدو جہد کی کامیابی کے بعد وہاں کے عوام ایک نیا آئین تیار کر رہے ہیں۔	یہ مثال اس اصول کی بنیاد ڈالتا ہے کہ ہم کس طرح کے ملک میں اپنی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔
کلاس مانیٹر سریش اپنے ہم جماعت انیل کو بے وجہ پریشان کرتا ہے۔	
لڑکیوں کو باسکٹ بال کھیلنے کا موقع اس لیے نہیں ملا کیوں کہ اُن کی کلاس میں لڑکوں کی اکثریت ہے۔	
شبنم نے ٹی وی دیکھنے کے بجائے اپنا سبق یاد کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔	

اب ہم دستورِ ہند کی بنیادی خصوصیات کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ اوپر کے واقعات کس طرح اصول اور قانون کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

ہندوستان کا آئین: اہم خصوصیات

بیسویں صدی کی شروعات سے ہی ہندوستانی قومی تحریک (Indian national movement) انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے کئی دہائیوں تک فعال رہی۔ آزادی کی جدو جہد کے دوران قوم پرستوں نے خاصا وقت یہ تصور کرنے اور منصوبہ بنانے میں گزارا کہ آزاد ہندوستان کی تصویر کیسی ہو۔ انگریزی حکومت کے ماتحت ہندوستانی ایک زمانے تک انگریزوں کے بنائے ہوئے قانون پر بے چوں وچرا عمل کرنے پر مجبور تھے۔ ان اصولوں کے بنانے میں ان کا کچھ بھی عمل دخل نہ تھا۔ اس تانا شاہی حکومت کے تحت تمام ہندوستانیوں کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ آزاد ہندوستان میں جمہوری حکومت قائم ہوگی، جس میں ہر ایک کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے گا اور سبھی لوگ حکومت میں حصہ لیں گے۔ یہ طے ہونا ابھی باقی تھا کہ کس طرح سے ہندوستان میں جمہوری حکومت قائم ہوگی اور یہ حکومت کن اصولوں کے تحت کام کرے گی۔ یہ کام کسی ایک آدمی نے انجام نہیں دیا بلکہ 1946 میں آئین ساز اسمبلی میں ارکان کی حیثیت سے منتخب ہوئے 300 افراد نے اگلے تین سال تک وقفے وقفے سے اجلاس منعقد کر کے ہندوستان کا آئین مرتب کیا۔

آئین ساز اسمبلی کے ممبران میں غیر معمولی اتحاد تھا۔ آزادی کی جدو جہد کے درمیان قوم پرستوں نے مستقبل کے آئین کے ہر حصے پر بہت تفصیل سے بحث کی اور پورے خلوص کے ساتھ یہ کوشش کی کہ اتفاق رائے سے ہر نکتہ طے کیا جائے۔ اوپر دی گئی تصویر میں آئین ساز اسمبلی کے اہم رکن سردار ولبھ بھائی پٹیل کو دیکھا جا سکتا ہے۔

آئین ساز اسمبلی کے ممبران کو ایک بہت مشکل کام انجام دینا تھا۔ ہمارا ملک جو مختلف سماجی گروہوں اور خطوں میں بٹا ہوا تھا یہاں لوگ مختلف زبانیں بولتے تھے، الگ الگ مذہبوں سے تعلق رکھتے تھے اور تہذیبیں بھی جدا جدا تھیں۔ جب یہ آئین لکھا جا رہا تھا اس وقت ہندوستان بہت ہی مشکل دور سے گذر رہا تھا۔ ملک کے ہندوستان اور پاکستان کی شکل میں تقسیم ہونے کے امکانات عیاں ہو چکے تھے۔ کچھ نوابی ریاستیں اپنے مستقبل کا فیصلہ نہیں کر پا رہی تھیں۔ زیادہ تر لوگوں کی سماجی اور معاشی حالت بہت خراب تھی۔ آئین کا مسودہ تیار کرتے وقت یہ تمام باتیں ممبران کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔ ان مخالف حالات میں انھوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور ملک کو ایک ایسا مثالی مسودہ دیا جس میں ملک کی یک جہتی کو برقرار رکھتے ہوئے تنوع اور ہمہ رنگی کو عزت دی گئی۔ آئین کے مسودے یا دستاویز کی قطعی شکل سے ان کی اس فکر کا اظہار ہوتا ہے کہ سماجی اور معاشی اصلاحات کے ذریعے ملک سے غربت دور کی جائے اور عوام اپنے نمائندوں کے انتخاب میں اہم کردار ادا کریں۔

ذیل میں ہندوستانی آئین کی اہم خصوصیات دی گئی ہیں۔ انھیں پڑھتے وقت تنوع، یکجہتی، سماجی و معاشی اصلاحات اور عوامی نمائندگی جیسے امور ہمیشہ آپ کے ذہن میں رہنے چاہئیں جو آئین کا مسودہ لکھنے والوں کے ذہن میں بسے ہوئے تھے۔ غور کیجیے کہ آزاد ہندوستان کو ایک مضبوط جمہوری سماج بنانے کے مقصد کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کس طرح انھوں نے ان ساری باتوں میں توازن قائم رکھا۔

1۔ وفاقیت (Federalism): یہ لفظ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ملک میں ایک سے زیادہ سطح پر حکومتیں قائم ہیں۔ ہندوستان میں دو سطح کی حکومتیں ہیں، ایک ریاستی حکومت اور دوسری مرکزی حکومت۔ پنچایتی راج حکومت کی تیسری سطح ہے جس کے بارے میں ہم چھٹی جماعت میں پڑھ چکے ہیں۔ ساتویں جماعت میں ہم نے ریاستی حکومت کے کام کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی تھی۔ اس سال ہم مرکزی حکومت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔

ہندوستان میں مختلف فرقوں کے لوگ بستے ہیں چنانچہ ملک میں ایسا نظامِ حکومت قائم کرنا ضروری تھا جو صرف ملک کی راجدھانی نئی دہلی میں بیٹھے ہوئے ایسے افراد پر ہی مشتمل

بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر کو ہندوستانی آئین کا بانی کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر امبیڈکر کو یقین تھا کہ دستور ساز اسمبلی میں ان کی شرکت سے درج فہرست ذاتوں کو آئین میں کچھ تحفظ ملا ہے۔ لیکن انھوں نے مزید یہ بات کہی کہ قانون کی موجودگی کے باوجود درج فہرست ذاتیں بے خوف نہیں ہوسکتیں کیوں کہ قانون کو نافذ کرنے کا انتظام 'اونچی ذات کے ہندو افسروں' کے ہاتھ میں ہی ہے۔ اس لیے انھوں نے درج فہرست ذاتوں کو حکومت اور سرکاری نوکریوں میں شامل ہونے پر زور دیا۔

نہ ہو جو پورے ملک کے لیے فیصلہ کرے۔ اس کی بجائے ریاستوں میں دوسری سطح پر حکومتیں قائم ہوں تا کہ وہاں مقامی، علاقائی سطح کے فیصلے کیے جا سکیں۔ اگرچہ ہر ریاست کو بعض امور پر اپنے طور پر فیصلے کرنے کا اختیار ہے تاہم ملکی سطح کے مسائل پر مرکزی حکومت کے بنائے ہوئے قانون کو ریاستی حکومت کو ماننا پڑتا ہے۔ ہمارے آئین میں مختلف امور کی فہرستیں ہیں جن کے مطابق ہر سطح پر حکومتیں اپنا اپنا قانون بنا سکتی ہیں۔ اسی کے ساتھ آئین اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ ہر سطح کی حکومت اپنے کام کے لیے کہاں سے سرمایہ حاصل کر سکتی ہے۔ وفاقیت میں ہماری ریاستی حکومتیں مرکز کی نمائندہ نہیں ہوتیں بلکہ انھیں آئین کی رو سے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ پورے ہندوستان کے عوام مختلف سطحوں کی حکومتوں کے بنائے ہوئے قانون اور پالیسی کے دائرے میں آتے ہیں۔

2۔ پارلیمانی طرز حکومت (Parliamentary Form of Government): حکومت کی مختلف سطحوں کے لیے اپنے نمائندوں کا انتخاب عوام خود کرتے ہیں۔ ساتویں جماعت کی کتاب میں آپ نے کانتا کی کہانی پڑھی تھی جو الیکشن کے دوران اپنا ووٹ ڈالنے کے لیے قطار میں کھڑی تھی۔ ہندوستان کا آئین اپنے تمام بالغ شہریوں کو رائے دہی کا حق دیتا ہے۔ جب آئین کو ترتیب دیا جا رہا تھا تب آئین ساز اسمبلی نے محسوس کیا کہ تحریک آزادی نے عوام کی ایسی تربیت کر دی ہے کہ وہ سب کے لیے حقِ رائے دہی،

جب قانون ساز اسمبلی نے بین الاقوامی بالغ رائے دہی کے اصول کو مسودے میں شامل کیا تو اسمبلی کے ایک رکن جناب اے۔ کے۔ ایّر (A.K.Ayyar) نے کہا تھا کہ یہ قدم ''عام آدمی اور جمہوری نظام کی کامیابی کے یقین کی بنیاد پر قائم ہے۔ ہمیں مکمل یقین ہے کہ بالغ رائے دہی سے جمہوری حکومت قائم ہونے پر عوامی نقطۂ نظر میں وسعت پیدا ہوگی اور فلاح و بہبود، معیارِ زندگی میں ترقی ہوگی اور عام انسان خوشحال زندگی بسر کر سکے گا۔''

آسٹن، جی۔ 1966، دی انڈین کانسٹی ٹیوشن: کارنر اسٹون آف اے نیشن، کلیرنڈن پریس، آکسفورڈ۔

نیچے دی گئی تصویر میں لوگ اپنا ووٹ ڈالنے کے لیے قطار میں کھڑے ہیں۔

کے نظام کو اختیار کرنے کے لیے تیار ہیں اور اس تحریک سے ایسے جمہوری مزاج کی نشو و نما میں مدد ملی ہے جو روایتی ذات پات، طبقات اور جنس کی تمیز کی زنجیروں کو توڑ دے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کے عوام اپنے نمائندے براہِ راست منتخب کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کا ہر شہری بغیر کسی سماجی تفریق کے الیکشن میں حصہ لے سکتا ہے۔ یہ منتخب نمائندے عوام کے سامنے جوابدہ بھی ہیں۔ نمائندگی جمہوریت کے لیے کیوں اہم ہے اس کے بارے میں آپ اس کتاب کے دوسرے باب میں پڑھیں گے۔

3۔ اختیارات کی تقسیم (Separation of Powers): آئین کے مطابق حکومت کے تین حصے ہیں۔ مقنّنہ، عاملہ اور عدلیہ۔ مقنّنہ سے مراد ہمارے منتخب ممبران ہیں۔ مجلس عاملہ لوگوں کی ایک چھوٹی جماعت ہوتی ہے جس کا کام قوانین نافذ کرنا اور حکومت چلانا ہے۔ عدلیہ کے بارے میں باب 3 میں آپ تفصیل سے پڑھیں گے۔ عدلیہ کا تعلق عدالتوں کے نظام سے ہے۔ حکومت کے کسی بھی حصے کے ذریعے طاقت کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے آئین نے ان تینوں کے دائرۂ اختیار کو الگ الگ کر دیا ہے۔ اس انتظام سے حکومت کا ایک حصہ دوسرے حصے پر طاقت کے غیر مناسب استعمال پر روک لگاتا ہے اور اس طرح ان کے درمیان ایک توازن قائم رہتا ہے۔

آئین ساز اسمبلی کے اراکین کو یہ خوف تھا کہ کہیں مجلس عاملہ اتنی زیادہ طاقت ور نہ ہو جائے کہ مقنّنہ کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو نظر انداز کرے۔ اس لیے آئین ساز اسمبلی نے کئی ایسے نکات شامل کیے جن سے مجلس عاملہ پر پابندی عائد ہوتی ہے اور ان کی کارکردگی پر قابو رہتا ہے۔

اس باب میں ''ریاست'' (State) لفظ کا استعمال اکثر آیا ہے۔ اس سے مراد ریاستی حکومت نہیں ہے۔ جب ہم 'ریاست' لفظ کا استعمال کرتے ہیں تو ہم اسے حکومت سے الگ معنی میں سمجھتے ہیں۔ حکومت کا کام انتظام کرنا اور قانون نافذ کرنا ہے۔ الیکشن کے نتیجے کے ساتھ حکومت بدل سکتی ہے۔ اس کے برعکس اسٹیٹ ایک ایسے سیاسی ادارے کو ظاہر کرتا ہے جو خود مختار عوام (Sovereigns) کا نمائندہ ہوتا ہے۔ ان نمائندوں کا اپنا ایک محدود علاقہ ہوتا ہے۔ ان معنوں میں ہی ہم ہندوستانی ریاست، نیپالی ریاست استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں جمہوری حکومت قائم ہے۔ حکومت (یا مجلس عاملہ) ریاست کا ایک حصہ ہے۔ اس طرح سے لفظ اسٹیٹ حکومت سے کچھ زیادہ وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ حکومت اور ریاست ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال نہیں ہوتے۔

اپنے استاد سے ریاست (State) اور حکومت کے فرق پر گفتگو کیجیے۔

4۔ بنیادی حقوق (Fundamental Rights): بنیادی حقوق کے حصے کو ہندوستانی آئین کا ضمیر سمجھا جاتا ہے۔ انگریزی حکومت نے ہندوستانی قوم پرستوں کے ذہن میں ریاست کے اختیارات کے بارے میں کچھ شکوک پیدا کردیے تھے۔ وہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتے تھے کہ تحریری حقوق کی دستاویز ہی آزاد ہندوستان میں ریاستی طاقت کے غلط استعمال سے عوام کی حفاظت کرسکتی ہے۔ اس طرح سے بنیادی حقوق ریاست کے ذریعے اپنے اختیارات کے من مانے (Arbitrary) اور طاقت کے غلط استعمال سے عوام کی حفاظت کریں گے ۔ ہمارا آئین بنیادی حقوق کے ذریعے نہ صرف ریاست کے بلکہ دوسرے افراد کے ظلم و جبر کے خلاف بھی لوگوں کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔

اس کے علاوہ مختلف اقلیتی گروہوں نے بھی آئین میں اپنے اپنے حقوق شامل کیے جانے کی ضرورت پر زور دیا تھا تاکہ وہ اپنے گروہ کے مفاد کا تحفظ کرسکیں۔ ہمارا آئین اکثریت کے خلاف اقلیت کے مفاد کی حفاظت کرتا ہے۔ ڈاکٹر امبیڈکر کے کہنے کے مطابق بنیادی حقوق کے دو مقصدی پہلو ہیں ۔ پہلا مقصد یہ ہے کہ ہر فرد اس قابل ہو جائے کہ اپنے حقوق کا استعمال کرسکے اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ ان حقوق کی پابندی ہر اس ادارے کو کرنی پڑے گی جسے قانون بنانے کا حق دیا گیا ہے۔

بنیادی حقوق کے علاوہ ہمارے آئین میں ایک باب ایسا ہے جسے ہم ریاست کے رہنما اصول کے نام سے جانتے ہیں۔ قانون ساز اسمبلی کے اراکین نے اس باب کو اس غرض سے شامل کیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ سماجی اور معاشی اصلاح کی جا سکے اور آزاد ہندوستانی ریاست کو قانون اور پالیسی مرتب کرنے میں رہنمائی مل سکے اور عوام سے غریبی کم کی جا سکے۔

ذیل کے کن حالات میں بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہے:

— اگر ایک تیرہ سال کا بچہ دری بنانے کی فیکٹری میں کام کرتا ہے۔

— اگر ایک ریاست کا سیاست داں دوسری ریاست کے مزدوروں کو اپنی ریاست میں کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

— اگر ایک جماعت کے لوگ کیرالا میں تیلگو میڈیم اسکول کھولنے کی اجازت نہیں دیتے۔

— حکومت مسلح افواج کی کسی آفیسر کو محض عورت ہونے کی وجہ سے اس کی ترقی کی اجازت نہیں دیتی۔

ہندوستان کے آئین میں مندرجہ ذیل بنیادی حقوق شامل ہیں:

1۔ مساوات کا حق: قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک کا قانون سب کے ساتھ برابری کا سلوک کرے گا۔ یہ اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ کسی کے ساتھ بھی ذات پات، مذہب اور نسل کی بنیاد پر تفریق نہیں کی جائے گی۔ ہر شخص کو عوامی مقامات جیسے کھیل کا میدان، ہوٹل، دوکان وغیرہ پر جانے کی اجازت ہوگی۔ روزگار کے معاملے میں حکومت کسی کے ساتھ تفریق نہیں برتے گی۔ لیکن اس میں کچھ مستثنیات بھی ہیں جن کے بارے میں آپ اس کتاب میں آگے پڑھیں گے۔ چھوت چھات کے رواج کو بھی ختم کردیا گیا ہے۔

2۔ آزادی کا حق: اس میں بولنے کی آزادی اور اپنی رائے ظاہر کرنے کا حق شامل ہے۔ اس کے علاوہ ادارہ قائم کرنے کا حق، بغیر کسی پابندی کے گھومنے اور سیر و تفریح کا حق، نیز کوئی پیشہ یا کاروبار کرنے کا حق بھی شامل ہے۔

3۔ استحصال کے خلاف حق: ہمارا آئین انسانوں کی خرید و فروخت، جبری مزدوری اور چودہ سال سے کم عمر کے بچوں سے کام کرانے کی ممانعت کرتا ہے۔

4۔ مذہب کی آزادی کا حق: ملک کے سبھی لوگوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق ہے۔ سبھی لوگوں کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کو مانیں اس پر عمل کریں اور اس کی تبلیغ کریں۔

5۔ تعلیمی اور تہذیبی حقوق: ہمارا آئین اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہر اقلیت چاہے وہ مذہبی ہو یا لسانی، اپنے تہذیب و تمدن کے تحفظ کے لیے تعلیمی ادارہ کھول سکتی ہے۔

6۔ دستوری چارہ جوئی کا حق: اس کے تحت اگر ریاست ہمارے بنیادی حقوق کی پامالی کرتی ہے تو ہمیں اس بات کا اختیار ہے کہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔

5۔ **سیکولرزم** (Secularism) : سیکولر ریاست وہ ریاست ہے جس میں حکومت قانونی طور پر کسی بھی مذہب کو ریاستی مذہب کے طور پر فروغ نہیں دیتی۔ ہم اگلے باب میں اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں گے۔

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ملک کی تاریخ یہ طے کر دیتی ہے کہ اس ملک کا آئین کیسا ہوگا۔ آئین ایسے مثالی اصول مرتب کرنے میں اہم رول ادا کرتا ہے جسے تمام شہری قبول کر لیں اور ان میں وہ نمائندے بھی ہوں جنھیں ہم حکومت کا انتظام کرنے کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ فٹ بال کے کھیل کی طرح اصول میں جزوی تبدیلی بھی کھیل کو یکسر بدل سکتی ہے۔ ہندوستان کے آئین میں کئی بار نئے مُلکی حالت (Polity) کے پیش نظر ترمیم کی گئی ہے۔ آئین میں کسی بڑی خاص تبدیلی کا مطلب ہے ملک کے بنیادی ڈھانچے میں تبدیلی۔ نیپال کے حالات کو ہم دیکھ چکے ہیں۔ وہاں جمہوری سماج بنانے کی ضرورت کے ساتھ ہی ایک نئے آئین کی ضرورت بھی پیدا ہوگئی ہے۔

ہندوستان کے آئین کی مختلف خصوصیات کو اوپر واضح کیا گیا ہے۔ یہ خصوصیات بعض مشکل تصورات پر مبنی ہیں جن کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ فی الحال ہمیں اسے سمجھنے کے لیے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی ابواب میں اور اگلی جماعتوں میں آپ ہندوستان کے آئین کی مختلف خصوصیات کے بارے میں تفصیل سے پڑھیں گے اور انھیں سمجھ سکیں گے۔

آئین میں ہمارے بنیادی فرائض کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اپنے اساتذہ سے معلوم کریں کہ یہ فرائض کیا ہیں اور جمہوریت میں شہریوں کو ان کی پابندی کرنا کیوں ضروری ہے۔

اوپر دی گئی تصویر میں بہت سے ممبران کو آئین ساز اسمبلی کے آخری اجلاس میں آئین کی کاپی پر دستخط کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ پہلی تصویر (اوپر) میں وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو دستخط کر رہے ہیں۔ دوسری تصویر میں آئین ساز اسمبلی کے صدر ڈاکٹر راجندر پرساد نظر آرہے ہیں۔ سب سے نیچے کی تصویر میں (دائیں سے بائیں): جناب جے رام داس دولت رام، وزیر زراعت و خوراک؛ محترمہ راج کماری امرت کور، وزیر صحت؛ ڈاکٹر جان متھائی، وزیر مالیات؛ سردار ولبھ بھائی پٹیل، نائب وزیر اعظم اور ان کے پیچھے جناب جگ جیون رام، وزیر محنت نظر آرہے ہیں۔

مشقیں

1۔ ایک جمہوری ملک کو آئین کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟

2۔ نیچے دیے ہوئے دونوں دستاویز پڑھیے۔ پہلے کالم میں نیپال کے 1990 کے آئین کا اقتباس ہے۔ دوسرے کالم میں نیپال کے حالیہ عبوری (Interim) آئین کا اقتباس لیا گیا ہے۔

1990 کا نیپال کا آئین حصہ سات : عاملہ	2007 کا عبوری آئین حصہ پانچ : عاملہ
آرٹیکل 35 : عمل درآمد کرانے کا اختیار : نیپال کی سلطنت میں عمل درآمد کے اختیارات عزت مآب راجا اور وزرا کی کونسل کو حاصل ہوں گے۔	آرٹیکل 37: عمل درآمد کرنے کا اختیار: نیپال کے عمل درآمد کے اختیارات وزرا کی کونسل کو حاصل ہوں گے۔

نیپال کے دونوں آئین میں عمل درآمد کے اختیارات سے متعلق مندرجہ بالا دونوں کالموں میں کیا فرق ہے؟ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آج نیپال کو نئے آئین کی ضرورت ہے؟

3۔ اگر منتخب ممبران کے اختیارات پر کوئی پابندی نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے؟

4۔ نیچے دیے گئے حالات میں اقلیت میں کون ہیں۔ ان حالات میں اقلیت کی رائے کا احترام کیا جانا کیوں ضروری ہے، کوئی ایک وجہ بتائیے۔

(a) ایک اسکول میں تیس اساتذہ ہیں اور ان میں بیس مرد ہیں۔

(b) ایک شہر میں پانچ فی صد لوگ بدھ مت کے پیرو ہیں۔

(c) ایک فیکٹری کی کینٹین کے 80 فی صد ملازم سبزی خور ہیں۔

(d) ایک جماعت کے پچاس طالب علموں میں چالیس امیر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

5۔ نیچے دیے گئے بائیں کالم میں ہندوستانی آئین کی اہم خصوصیات کی فہرست دی گئی ہے۔ دوسرے کالم میں ہر خصوصیت کے سامنے دو جملے لکھیے کہ یہ خاصیت آپ کی رائے میں کیوں ضروری ہے:

اہمیت	اہم خصوصیات
وفاقیت	
اختیارات کی تقسیم	
بنیادی حقوق	
پارلیمانی طرز حکومت	

6 ۔ اس نقشے میں دکھائے گئے ملکوں میں رنگ بھریں:

(a) ہندوستان کو لال رنگ سے

(b) نیپال کو ہرے رنگ سے

(c) بنگلا دیش کو پیلے رنگ سے

(d) بھوٹان کو نیلے رنگ سے

فرہنگ

من مانی تحکمات(Arbitrary): جب کوئی بات یقینی نہیں ہوتی اور کسی ایک فرد کی مرضی اور فیصلے پر منحصر ہوتی ہے تو اسے من مانی کرنا کہتے ہیں۔ اس لفظ کو ان اصولوں کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جو قطعی طور پر متعین نہیں ہوتے اور ان فیصلوں کے لیے بھی جو دلائل پر پورے نہیں اترتے۔

مثالی اصول(Ideal): کوئی نصب العین یا اصول بہترین اپنی مکمل شکل میں۔

ہندوستانی قومی تحریک(Indian National Movement): قومی تحریک انیسویں صدی کے ہندوستان میں شروع ہوئی اور ہزار ہا عورت مرد برطانوی حکومت کے خلاف متحد ہو گئے۔ یہ تحریک 1947 میں ہندوستان کی آزادی کی صورت میں اپنے عروج پر پہنچی۔ اس سال آپ تاریخ کی درسی کتاب میں اس تحریک کے بارے میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

مُلکی نظام (Polity): ایسا سماج جس کا سیاسی ڈھانچہ منظّم ہو۔ ہندوستان ایک جمہوری Polity ہے۔

خودمختار(Sovereign): اس باب میں یہ لفظ آزاد عوام کے لیے استعمال ہوا ہے۔

انسانوں کی خرید وفروخت(Human Trafficking): اس باب میں بنیادی حقوق کے ذکر کی روشنی میں، اس سے مراد انسانوں بالخصوص عورتوں اور بچوں کی خرید وفروخت کا غیر قانونی کاروبار ہے۔

استبداد(Tyranny): اقتدار اور طاقت کا غیر منصفانہ اور ظالمانہ استعمال۔